محمد عبداللہ بن شمیم ندوی*

عجلت پسندی قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ نے اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو اشرف اور افضل بنایا ہے، انسان کو تمام مخلوقات پر یہ امتیاز ایسے ہی نہیں مل گیا بلکہ اسکی اہم وجہ انسان کے اعمال کے ساتھ جزا وسزا کا منسلک ہونا اور دیگر مخلوقات کے مقابلے میں بہت سی صفات کا حامل ہونا ہے۔

اللہ نے انسان کو جن صفات سے نوازا کچھ تو انسان اور حیوان میں مشترک ہیں جیسے بھوک لگنا، نیند کا آنا، محبت کرنا اور غصہ آنا وغیرہ، اور کچھ صفات میں انسان سب سے ممتاز ہے جیسے صفت ملوکیت، تعلیم وتعلم، تدبیر کرنا ایجادات کرنا، وغیرہ۔ اللہ نے انسانی صفات کو ایسے سانچے میں ڈھالا گیا ہے کہ وہ انہیں اچھے اور برے مواقع پر یکساں استعمال کرسکتا ہے، ان سے اچھا اور برا دونوں طرح کا کام لے سکتا ہے۔ چنانچہ انسان کو من جانب اللہ کچھ اصول وضوابط دے کر ان صفات کے استعمال میں آزادی دی گئی ہے، اب چاہے وہ ان کا اچھا استعمال کرے اور جزا کا مستحق ہو جائے اور چاہے تو ان کو برا استعمال کر کے اپنی دنیا اور آخرت کا نقصان کر لے۔ چنانچہ انسان کی ایک صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ بہت جلد باز واقع ہوا ہے ارشاد خداوندی ہے:

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (الانبیاء:۳۷)

''انسان جلد باز مخلوق ہے (یعنی وہ ہر کام میں جلد بازی چاہتا ہے''

عجلت پسندی بذات خود کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ بسا اوقات یہ مقصود ومطلوب ہوا کرتی ہے جیسے کسی گناہ کے ہو جانے کے بعد توبہ میں عجلت مطلوب ہے اور عند اللہ یہی محمود ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَ سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ (آل عمران:۱۳۳)

''اپنے رب کی مغفرت اور اس کی اس جنت کی طرف ایک دوسرے سے جلدی پہونچنے کی کوشش کرو جس کی وسعت آسمان اور زمین ہے۔''

* اسکالر ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، علیگڑھ

نماز جمعہ کے تعلق سے بھی جلد بازی کا حکم ہے ارشاد باری ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الجمعه: ۹)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کے لئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے چل پڑو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو، اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہت نفع کی چیز ہے۔''

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کار خیر میں پہل کرنے کا حکم دیا ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: بادروا بالاعمال الصالحة (مسلم ١٦٩) ''اچھے کام کرنے میں جلدی کیا کرو۔''

یہ آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ ہمیں بتا رہی ہیں کہ جلد بازی فی نفسہ بری صفت نہیں ہے بلکہ بعض جگہ تاخیر ہی باعث مذمت ہوا کرتی ہے، لیکن کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں عجلت پسندی اللہ کو نہایت ناپسند ہے اور ایسی جگہوں پر اللہ نے انسان کو اپنی اس صفت کو کنٹرول کر کے صبر و تحمل سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ عام طور سے انسان کی عادت ہے کہ وہ سنی سنائی باتوں کی تحقیق کئے انہیں بغیر جلد بازی میں پھیلا دیتا ہے، ہمیں کبھی کوئی ایسی خبر سننے کو ملتی ہے جس کا تعلق ہمارے جذبات سے ہوتا ہے اور اس وقت ہمارا دل بے قابو ہو جاتا ہے اور ہمیں مجبور کرتا ہے کہ جلد از جلد یہ بات دوسروں تک پہونچائیں اور ہم اپنے جذباتوں کی رو میں بہہ کر بنا جانچ پڑتال کے اسے آگے بڑھا دیتے ہیں جو کبھی کبھار ہمارے اور دوسرے لوگوں کے لئے ایسی باعث نقصان بن جاتی ہیں جن کی تلافی ہم چاہ کر بھی نہیں کر سکتے۔

قرآن پاک نے بلا تحقیق باتیں پھیلانی سے سختی سے منع کیا ہے ارشاد خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ ۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا ۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (الحجرت:٦)

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی غیر معتبر شخص کوئی خبر لیکر آئے تو اسکی جانچ پرتال کر لو کبھی تم کسی قوم کو انجانے میں کوئی نقصان پہونچا دو اور پھر پنی اس حرکت پر نظریں اٹھانے کے لائق نہ رہو۔''

آپ اپنے اطراف کا جائزہ لیجیے کہ دن بھر میں ہزاروں من گھڑت باتیں بلا تحقیق آگے بڑھادی جاتی ہیں اور ان کی جانچ پڑتال کے تعلق سے ہم سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک ہندوستان میں ہونے والے بیشتر فسادات انھیں افواہوں کی دین ہیں جواب تک

ہزاروں زندگیاں تباہ کر چکے ہیں۔ یہ تو اجتماعی زندگی کے نقصان کی ایک جھلک ہے لیکن اگر ہم اپنی انفرادی زندگی میں بھی جائزہ لیں تو گھریلو، معاشرتی اور خاندانی ہر طرح کو نقصان ہماری اس عجلت پسندی کے سبب ہوتا ہے۔

اس لئے آج کل سوشل میڈیا (فیس بک، واٹس ایپ، یوٹیوب) کے صارفین کی یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی میسج، پوسٹ یا ویڈیو کو بلاتحقیق ہرگز نہ پھیلائیں، ورنہ ہماری یہ نادانی ہمیں اور دوسروں کو کسی نا قابل تلافی نقصان سے دوچار کر سکتی ہے۔اسی طرح عجلت پسندی جن کاموں میں اللہ کو نا پسند ہے ان میں سے ایک بدگمانی ہے، یعنی کسی کے تعلق سے اپنے دل میں غلط خیال رکھنا۔

آپ ذرا غور کیجئے! یہ بیماری کس قدر ہم میں رچ بس گئی ہے کہ ہمیں اس کی سنگینی کا احساس تک نہیں ہو پاتا، ہم کسی شخص کے کسی ایک عمل کو دیکھ کر بلکہ اس کے متعلق ایک بات سن کر ہی اس سے بدگمان ہو جایا کرتے ہیں اور پھر اس کے بارے میں اپنا ایک فرضی نظریہ قائم کر کے ساری زندگی اسی نظر سے اسے دیکھا کرتے ہیں، جبکہ اپنے بارے میں ہماری خواہش ہوتی ہے کہ لوگ ہمیشہ ہم سے خوش گمان رہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس قدر جلدی گمان قائم کرنے والوں کو سخت نوٹس دیا ہے ارشاد فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ (الحجرات: ۱۲)

”اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔“

بدگمانی انسانی معاشرے کا وہ ناسور ہے جو آہستہ آہستہ محبتوں کو ختم کر کے نفرتوں کو جنم دیتا ہے، اسلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچنے کا سختی سے حکم دیا، فرمایا:

ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث(بخاری)

”تم لوگ برے گمانوں سے بچتے رہو، کیونکہ بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں ہے۔“

ہمیشہ یاد رکھیے! اپنے کسی بھی بھائی بہن کے تعلق سے فوراً بدگمان ہونے سے بچئے! پہلے اچھی طرح اس کو پرکھ لیجئے بہت ممکن ہے کہ آپ خود ہی غلطی پر ہوں، آپ خود سوچئے کیا آپ اس بات کو گوارا کریں گے کہ کوئی آپ کی ناکردہ خطا پر آپ سے بدگمان ہو جائے ؟ تو پھر یہی معیار ہم اپنے ہی بھائی کے سلسلے میں کیوں نہیں رکھتے ؟ چنانچہ علماء فرماتے ہیں، دل کا سکون اور زندگی کی حقیقی خوشی چاہتے ہو تو اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا سیکھو، کیونکہ بدگمانی کرنے والے سے ذہنی سکون چھین لیا جاتا ہے۔

(بقیہ ص ۵۹ پر)